

جہادِ کشمیر کی شرعی بنیادیں

تغیر، ارتقا اور تبدیلی انسانی زندگی کا لازمی خاصہ ہے۔ اس کا نتیجہ ہے کہ حرب و ضرب اور جنگ کے مفہوم میں بھی مرور ایام کے ساتھ کافی تبدیلی واقع ہو چکی ہے۔ اب یہ لفظ کئی طرح کی مختلف النوع جنگوں پر بولا جاتا ہے، مثلاً معروف عسکری زمینی جنگ، الیکٹرانک جنگ میڈیا کی جنگ، میزائیلوں کی جنگ، حیاتیاتی جنگ، کیمیائی جنگ، ایٹمی جنگ، نفسیاتی جنگ وغیرہ۔ جنگ کی ان مختلف اقسام میں سے آخری قسم یعنی نفسیاتی جنگ اپنے نئے اور جدید ترین فکری اور نفسیاتی حربوں کی بدولت نظر بنیاتی و جہادی تحریکوں کے حق میں دور حاضر کی سب سے خطرناک اور تباہ کن جنگ تصور کی جاتی ہے۔ وجہ یہ ہے کہ نفسیاتی جنگ کا اصل ہدف وہ نظریات اور اصول ہوتے ہیں جن پر کسی تحریک کی پوری عمارت قائم ہوتی ہے۔ اس جنگ میں پس پردہ رہ کر کارروائی کی جاتی ہے اور ہمیشہ پیٹھ کے پیچھے سے وار کیا جاتا ہے۔ افواہ سازی کے ذریعہ حوصلے پست کیے جاتے ہیں، خفیہ اور غیر محسوس طریقے سے ذہنوں کے اندر خیالات اتارے جاتے ہیں، مسلمہ عقائد و نظریات کے بارے میں دلوں میں شکوک و شبہات پیدا کیے جاتے ہیں تاکہ عقائد اور نظریات پر پختہ ایمان متزلزل ہو جائے اور لوگ شکوک و شبہات میں مبتلا ہو کر اندر ہی اندر سے شکست کھا جائیں۔ ان کے ایمان میں اتنی جان باقی نہ رہے کہ وہ انہیں کوئی بڑی قربانی دینے پر آمادہ کر سکے۔ یہ وہ خوفناک فکری و نفسیاتی چالیں ہیں جو اس جنگ میں استعمال کی جاتی ہیں۔ اسی بنا پر اس جنگ کو کھلے میدان میں لڑی جانے والی دو بدو عسکری جنگوں سے بدرجہا زیادہ خطرناک سمجھا جاتا ہے۔

موجودہ زمانے میں نفسیاتی جنگ ہی اصل اور حقیقی لڑائی کی حیثیت اختیار کر چکی ہے جسے موثر اور کامیاب بنانے کے لیے باقی عسکری طاقت کو اس کی پشت پر رکھ کر استعمال کیا جاتا ہے۔ اس کا طریق واردات یہ ہوتا ہے کہ بڑی محنت، توجہ، عرق ریزی، جستجو اور مکمل حساب کتاب کے بعد کچھ الفاظ، جملے، خیالات اور نظریات گھڑے جاتے ہیں جو اپنی فکری ہلاکت آفرینی کے اعتبار سے کسی طرح بھی مادی بموں اور میزائیلوں سے کم نہیں ہوتے۔ پھر ان مصنوعی افکار و نظریات کو بڑی چالاکی و مکاری سے دشمن کی صفوں میں پھیلا دیا جاتا ہے۔ اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ دشمن کے سپاہیوں اور کارندوں کو اپنے موقف کی سچائی کے متعلق شک میں مبتلا کر دیا جائے، اپنے قائدین، راہنماؤں اور کمانڈروں پر ان کے اعتماد کو ختم کر دیا جائے۔ ان کے ذہن میں کسی طرح یہ بات بٹھادی جائے کہ تمہارا موقف اور تمہاری حکمت عملی درست نہیں اور موجودہ طریقہ کار سے تم کبھی فتح حاصل نہیں کر سکتے۔ اس وقت چونکہ نفسیاتی جنگ اور اس کی تفصیلات ہمارا موضوع نہیں ہیں، اس

* سربراہ شعبہ فقہ و قانون، ادارہ تحقیقات اسلامی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد

لیے ہم اس تمہید کو ہمیں سمیٹتے ہوئے اپنے اصل موضوع کی طرف آتے ہیں۔
 کشمیر کی تحریک جہاد جو بھارتی تسلط کے خلاف فلسطین کی تحریک انتفاضہ کے ساتھ ہی شروع ہوئی تھی، اسے اب نفسیاتی، اخلاقی اور فکری محاذوں پر بظاہر زبردست مزاحمت کا سامنا ہے۔ اس کے سامنے بھارتی ذرائع ابلاغ کی شکل میں صرف ایک دشمن نہیں ہے بلکہ بہت سے مسلمان اہل قلم، کئی معروف اسلامی شخصیات بھی دشمن کے شانہ بشانہ اس جنگ میں شریک ہیں۔ بھارت کے شاطر حکمران ان بزرگوں کو خوب خوب استعمال کر رہے ہیں اور ان کی علمی اور قلمی صلاحیتوں سے بھرپور استفادہ کر رہے ہیں تاکہ بھارتی اور کشمیری مسلمانوں کی برین واشنگ کی جائے، ان کے ذہنوں میں جعلی اور بے سرو پا خیالات ڈال کر اسلامی عقائد و نظریات پر ان کے ایمان کو متزلزل کیا جائے اور اس طرح امت مسلمہ کی نظر میں ان کی جہادی تحریک کو بدنام کر کے اپنے مذموم سیاسی مقاصد حاصل کیے جائیں۔

بھارت نے کشمیر کے اندر عسکری قوت کے استعمال سے، بہت پہلے کشمیری عوام کے خلاف نفسیاتی جنگ کا آغاز کر دیا تھا۔ بھارتی حکمرانوں نے کشمیری قائدین میں سے بعض چوٹی کے رہنماؤں کو خرید اور انہیں استعمال کرتے ہوئے ہر محاذ پر جنگ کا آغاز کر دیا۔ آج بھارت کے پاس بہت سے زر خرید اہل قلم، منبر و محراب سے تعلق رکھنے والی کئی علمی شخصیات موجود ہیں جو اس کے مقاصد کے لیے دانستہ یا نادانستہ طور پر آلہ کار بنی ہوئی ہیں۔ مظلوم کشمیری عوام کی صفوں کو درہم برہم کرنے اور ان کے جہاد کو ناکامی و ہزیمت سے دوچار کرنے کے لیے وہ کچھ کر رہی ہیں جو بھارت کی آٹھ لاکھ کے قریب مسلح فوج بھی نہیں کر سکتی تھی۔

بھارت کی اس پروپیگنڈا مہم کے سلسلے میں کچھ عرصہ قبل نئی دہلی سے نکلنے والے کچھ رسالوں اور اخبارات میں بعض مضامین شائع ہوئے ہیں۔ مثلاً ”جہاد کشمیر اور اسلام: ایک غیر جانبدارانہ جائزہ“ کے عنوان سے ایک مضمون ماہنامہ ”افکار ملی“ دہلی میں شائع ہوا جسے ایک نامعلوم شخص محمد انیس نے تحریر کیا ہے۔ جو علمی دنیا میں قطعاً ایک غیر معروف نام ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہ محض ایک علامتی نام ہو۔ اور ابھی حال ہی میں رائفم کے کئی سال قبل (۲۰۰۳ء اور ۲۰۰۴ء میں) ”غزوہ سندھ و ہند: ایک مبارک نبوی پیشین گوئی“ کے عنوان سے لاہور اور لکھنؤ، انڈیا کے بعض رسائل و مجلات میں شائع ہونے والے ایک مضمون پر ایک تنقیدی مضمون ماہنامہ ”الشریعہ“ کے نومبر/دسمبر ۲۰۰۹ء کے شمارہ میں شائع ہوا جس کا عنوان ہے: ”حدیث غزوہ الہند اور مسئلہ کشمیر پر اس کا انطباق“۔ مضمون نگار مولانا محمد وارث مظہری ہیں اور اسے مجلہ الشریعہ کی طرف سے ایک ادارتی وضاحت کے ساتھ شائع کیا گیا تھا کہ یہ ہندوستانی مسلمانوں کا نقطہ نظر ہے:

”ہمارے ہاں جہادی تصورات و عزائم کے اظہار میں بالخصوص مسئلہ کشمیر کے حوالے سے بھارت میں مقیم

مسلمانوں کے زاویہ نظر کو بالکل نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ ذیل کا مضمون اسی تناظر میں شائع کیا جا رہا ہے۔ مصنف دار

العلوم دیوبند کے قدیم فضلا کی تنظیم کے جنرل سیکریٹری اور ماہنامہ ”ترجمان دارالعلوم“ کے مدیر ہیں۔“

میں اس مضمون کو وقت پر نہ دیکھ سکا۔ برادر عمار ناصر صاحب کے ساتھ بیروت کے سفر (اواخر مارچ ۲۰۱۰ء) سے کچھ ہی روز قبل یہ مجھے ملا۔ میں نے ماہنامہ ”ترجمان دارالعلوم“ سے اس کے اولین اور متبادر مفہوم کو لیا کہ مجلہ مذکور ہندوستان بلکہ عالم اسلام کی عظیم درس گاہ دارالعلوم دیوبند سے شائع ہوتا ہے، لیکن مضمون کا مطالعہ کرنے کے بعد دل و دماغ نے یہ ماننے سے انکار کر دیا کہ ایسا مضمون کسی مسلمان کا ہو سکتا ہے، چہ جائیکہ وہ ایک عالم دین بھی ہو اور دارالعلوم دیوبند سے ایسے شخص کی

نسبت کو ماننے سے دل، جو اکا بردار العلوم دیوبند سے اپنے بے شمار اساتذہ و مشائخ کی محبت کے ذریعے سے جڑا ہوا ہے، بالکل ہی منکر ہوا تو میں نے تحقیق کی غرض سے ماہنامہ دارالعلوم دیوبند کو برقی خط لکھا جہاں سے جواب آیا کہ مولانا محمد وارث مظہری اور ان کے رسالہ ”ترجمان دارالعلوم“ کا دیوبند سے کوئی تعلق نہیں بلکہ وہ نئی دہلی سے یہ رسالہ نکالتے ہیں۔ بہر حال ہم اس مقالہ میں انیس صاحب کے مضمون میں اٹھائے گئے نکات پر اپنی معروضات پیش کریں گے اور کسی دوسرے موقع پر مولانا مظہری صاحب کے مضمون میں اٹھائے گئے نکات پر بھی ایک تجزیہ قارئین الشریعہ کے سامنے رکھیں گے۔

محمد انیس صاحب کا مضمون ان افکار و خیالات کا نچوڑ ہے جسے وقتاً فوقتاً بعض بھارتی مسلمان جنہیں ہم (مستشرق کے وزن پر) مستغرب کہہ سکتے ہیں، پھیلاتے رہتے ہیں۔ انیس صاحب کے مضمون کا خلاصہ یہ ہے:

اس وقت کشمیر کے اندر بعض جنگجو چھوٹی چھوٹی ٹولیوں کی شکل میں جو ایک خونریز جنگ لڑ رہے ہیں، یہ جہاد فی سبیل اللہ نہیں ہے، اس لیے کہ اس جنگ کا مقصد یا تو استعصوب رائے سے متعلق اقوام متحدہ کے فیصلوں کا نفاذ ہے یا آزادی کا حصول ہے اور یا پھر اس خطے کا پاکستان سے الحاق کرنا ہے۔ یہ سب سیاسی مقاصد ہیں، ان میں کوئی چیز بھی دینی حیثیت نہیں رکھتی۔ اس قسم کی گوریلا جنگ کا اسلام کی جہادی تاریخ میں کوئی تصور وجود نہیں پایا جاتا، کیونکہ اس میں ”ضرب لگاؤ اور بھاگو“ کا اصول چلتا ہے جو کمزوری اور بے بسی کی دلیل ہے۔ یہ ایک بزدلانہ طریقہ کار ہے جو اسلامی ہے نہ کسی مسلمان کے شایان شان۔

اس مسلح جدوجہد میں اسلامی جہاد کی اہم خصوصیات نہیں پائی جاتیں، مثلاً یہ کہ اسلام میں جہاد کی حیثیت ایک دفاعی اقدام کی ہے نہ کہ پیش قدمی و چڑھائی کی۔ پھر یہ کہ مجاہدین کشمیر کے پاس بقدر ضرورت جنگی طاقت ہے نہ سیاسی قیادت و متحدہ امارت، بلکہ وہ منتشر گروپوں اور تنظیموں میں بٹے ہوئے ہیں جو ان کے ضعف کی دلیل ہے۔ کمزور کے لیے واحد راستہ ہجرت ہے نہ کہ جہاد جیسے کہ اللہ کے نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مصر سے ہجرت کی تھی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی جب تک آپ مکہ میں کمزور حیثیت میں تھے، کوئی مزاحمت کی نہ جہاد کیا بلکہ مدینہ کی طرف ہجرت کر گئے۔ اب ہم ان تمام اعتراضات اور شبہات کا قرآن و حدیث اور شرعی اصول و ضوابط کی روشنی میں ایک جائزہ آپ کے سامنے رکھیں گے۔

مقدس و قابل احترام چیزوں کا دفاع انسانی فطرت اور خدائی قانون

اللہ تعالیٰ نے انسان و حیوان دونوں کی فطرت میں یہ چیز و دلیعت کی ہے کہ وہ اپنی ضروریات یا جدید محاورے کے مطابق اپنے بنیادی حقوق کا بھرپور دفاع کرتے ہیں اور بنیادی حقوق میں یہ چیزیں آتی ہیں:

- دین اور عقیدہ - جان یا زندگی

- انسانی عقل و حریت فکر - نسب و عزت و آبرو

- مال و متاع

ان پانچ بنیادی ضروریات کی حفاظت کے لیے انسان ہی نہیں، حیوان بھی مطلوبہ قوت طاقت اور دیگر مادی وسائل سے تہی دست ہونے کے باوجود جان پر کھیل جانے کو تیار ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مرغی ایک بے ضرر قسم کا گھریلو پالتو جانور ہے، لیکن اگر کوئی چیل اس کے بچوں پر دست درازی کرے تو وہ طیش میں آکر اس پر حملہ کر دیتی ہے اور اپنے بچوں کو اپنے پروں

کے نیچے حفاظت کی غرض سے چھپا لیتی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اپنا دفاع کرنا ہر جاندار میں فطری طور پر ودیعت کیا گیا ہے۔ دفاع نفس صرف فطرت ہی نہیں، شرعی حکم بھی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی کئی احادیث مروی ہیں جن سے بصراحت ثابت ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص ناحق طور پر دوسرے کی عزت و حرمت پر دست درازی کرے تو حملہ آور کا مقابلہ اور دفاع کرنا واجب ہے۔ اگر کوئی شخص جان، مال اور اولاد کا دفاع کرتے ہوئے قتل ہو جائے تو وہ شہید ہے۔ ایسی چند احادیث ائمہ حدیث کی تشریحات سے اخذ کردہ نتائج کے ساتھ ذیل میں پیش کی جاتی ہیں۔

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”جو شخص اپنے مال کے دفاع کے لیے لڑا اور مارا گیا، وہ شہید ہے۔ جو شخص اپنی جان کے دفاع کے لیے لڑا اور مارا گیا تو وہ بھی شہید ہے اور جو اپنے بیوی بچوں کے دفاع کے لیے لڑتے مارا گیا، وہ بھی شہید ہے۔“ (۱)

امام بخاری نے عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو شخص اپنے مال کا دفاع کرتے ہوئے مارا گیا، وہ شہید ہے۔“ (۲)

ایک صحیح روایت میں ہے کہ حضرت امیر معاویہ کے بھائی عمنسہ بن ابی سفیان نے، جو امیر معاویہ کی طرف سے مکہ اور طائف کے گورنر بھی تھے، ایک چشمہ کے پانی سے طائف میں اپنی زمین کو سیراب کرنے کے لیے نالہ کھدوایا۔ اتفاق سے راستے میں عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے خاندان کا ایک باغ رکاوٹ بن رہا تھا۔ حضرت عمنسہ نے چاہا کہ باغ کے بیچ میں سے آبپاشی کا راجہا گزرا لیا جائے تو عبد اللہ بن عمرو اور ان کے ملازمین اسلحہ لے کر نکل آئے۔ کہنے لگے: خدا کی قسم! جب تک ہم میں سے ایک شخص بھی زندہ ہے، آپ لوگ اس باغ کے اندر سے نالہ نہیں گزار سکتے۔ جب وہ لڑائی پرتل گئے تو خالد بن العاص رضی اللہ عنہ عبد اللہ بن عمرو کے پاس گئے اور انہیں سمجھانے بھگانے کی کوشش کی تو حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا آپ کو معلوم نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص اپنے مال کا دفاع کرتے ہوئے مارا گیا، وہ شہید ہے!“ (۳)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا یا رسول اللہ! یہ بتائیے اگر کوئی شخص میرا مال چھیننے کے لیے آجائے تو میں کیا کروں؟ آپ نے فرمایا: اسے اپنا مال نہ دو۔ اس نے پوچھا کہ اگر وہ مجھ سے لڑائی شروع کر دے تو؟ فرمایا: تم بھی اس سے لڑو۔ پوچھا: یہ بتائیے کہ اگر وہ مجھے قتل کر دے تو؟ فرمایا: تم شہید ہو گے۔ اس نے سوال کیا کہ اگر میں اسے قتل کر دوں تو پھر آپ کا کیا خیال ہے؟ فرمایا: وہ جہنمی ہے۔ (۴)

ان احادیث سے چند باتیں معلوم ہوئیں:

۱۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کہ ”اسے اپنا مال نہ دو“ کا مطلب یہ ہے کہ اسے تمہارا مال جبراً لینے کا قطعاً کوئی حق نہیں ہے۔ بظاہر یہ ممانعت ہے، اس لیے اس کا اولین مفہوم یہی ہوگا کہ زبردستی اور جارحانہ انداز سے قبضہ کی کوشش کرنے والے کے آگے مزاحمت کا بند باندھنا ضروری ہے اور اس کے بغیر ”قبضہ گروپ“ جارحیت پسند لوگوں کے حوصلے بڑھیں گے۔

۲۔ جو شخص اس طرح مال لینا چاہے، خواہ مال تھوڑا ہو یا زیادہ، اسے جان سے مار ڈالنا جائز ہے۔

۳۔ اپنی حرمت کا دفاع کرنا واجب ہے جیسے، بیوی، بچے، عزت و آبرو وغیرہ۔

۴۔ اپنی جان کا دفاع کرنا واجب ہے، خواہ اس کے نتیجے میں آدمی خود شہید ہو جائے یا حملہ آور کو قتل ہی کرنا پڑے۔

حملہ آور کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد: 'ہو فی النار' کا مطلب یہ ہے کہ وہ اس سزا کا مستحق ہے۔ اسے یہ سزا مل سکتی ہے اور معاف بھی کیا جاسکتا ہے، لیکن اگر وہ اس ظلم کو بلا تاویل جائز اور حلال سمجھے تو وہ کافر ہے، اسے معاف نہیں کیا جائے گا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بنیادی انسانی حقوق اور حرمتوں کے دفاع میں قتل ہو جانے کو شہادت اور ایسے مقتول کو شہید فی سبیل اللہ قرار دیا ہے۔ اس میں یہ ترغیبی اشارہ موجود ہے کہ حملہ آور غاصب کے سامنے ہتھیار نہیں ڈالنے چاہئیں بلکہ اس کا ڈٹ کر مقابلہ کرنا چاہیے۔

آل عمر و رضی اللہ عنہم کے قصبے سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ قرآنی سچ پر نبی کے ہاتھوں تیار ہونے والی سب سے پہلی نسل یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین ظلم کا مقابلہ کیا کرتے تھے اور اس راہ میں موت کو شہادت شمار کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

أَذِنَ لِّلَّذِينَ يُقَاتِلُونَ بِنَاهِمُ ظَلَمُوا وَإِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ - الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِن دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ إِلَّا أَن يَقُولُوا رَبُّنَا اللَّهُ وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُم بِبَعْضٍ لَّهُدَمَتِ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَصَلَوَاتٌ وَمَسَاجِدٌ يُذَكَّرُ فِيهَا اسْمُ اللَّهِ كَثِيرًا وَلَكِنَصَّرَ اللَّهُ مَن يَنْصُرُهُ إِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ (الحج: ۳۹، ۴۰)

”اجازت دے دی گئی ہے (لڑائی کی) ان لوگوں کو جن سے لڑائی کی جا رہی ہے اور بے شک اللہ ان کی مدد کرنے پر قادر ہے۔ وہ جنہیں ناحق طور پر ان کے گھروں سے نکال دیا گیا، صرف اس لیے کہ وہ کہتے ہیں ہمارا رب اللہ ہے۔ اور اگر اللہ لوگوں کو ایک دوسرے کے ذریعے نہ ہٹاتا تو وہ گرجے، عبادت خانے اور مساجد ویران ہو جاتیں جن میں اللہ کا بہت ذکر کیا جاتا ہے۔ اور اللہ ان لوگوں کی ضرورت مدد کرے گا جو اس کے دین کے مددگار ہیں۔ بے شک اللہ قوت والا اور غالب ہے۔“

نیز اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ (البقرہ: ۱۹۰)

”اور لڑو اللہ کی راہ میں ان لوگوں سے جو تم سے لڑتے ہیں، لیکن زیادتی نہ کرو اللہ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔“

پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے ان مظلوم و ستم رسیدہ بندوں کو اجازت دی ہے جنہیں کفار نے ناحق طور پر ان کے وطن سے نکال دیا اور ہجرت پر مجبور کر دیا کہ وہ اس ظلم و ستم کا مقابلہ کریں اور اس زیادتی کا جواب دیں کیونکہ یہ ان کی طرف سے اپنی عزت و حرمت کا دفاع ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس اجازت و دفاع و مزاحمت کی حکمت یہ بیان فرمائی کہ اگر مظلوم ظالم کے سامنے گھبرائیں ہوگا، اس کے ظلم و ستم کا جواب نہیں دے گا تو یہ خاموشی ظالم کو اور زیادہ جری و دلیر بنا دے گی اور اس کے کبر و غرور میں اضافہ ہوگا۔ وہ پہلے سے بھی زیادہ ظلم و زیادتی اور مظلوموں پر دست درازی کرے گا اور نتیجتاً لوگوں کے گھر بار تو کجا خدا کے گھر یعنی مساجد اور عبادت گاہیں تک محفوظ نہ رہیں گی جو فساد عظیم ہے۔ جہاد فی سبیل اللہ کے انہی عظیم مصالح کے پیش نظر اللہ تعالیٰ نے صرف قتال کی اجازت پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ دوسری آیت میں حکم دیا کہ ایسے لوگوں سے لڑو۔ (۵)

نہتے کشمیری مسلمان بھی اس جنگ میں مظلوم ہیں جیسا کہ 'ان الكذوب قد يصدق' کے مصداق ہمارے فاضل مضمون نگار نے بھی اس حقیقت کو تسلیم کیا ہے کہ اس جنگ میں قریب قریب ایک طرفہ طور پر مسلم جانیں جا رہی ہیں، بے شمار عورتیں بیوہ، بے اولاد اور بے سہارا ہو گئی ہیں اور ہندوستانی حفاظتی دستے جب چاہیں بے گناہ مسلم شہریوں کو حراست میں لے کر ان پر تشدد کرتے ہیں۔ اب جبکہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی زبان سے بھی اس کھلی حقیقت کا اظہار کروا دیا ہے جو اپنے مسلمان بھائیوں کو چھوڑ کر بھارت کے وکیل و حمایتی بنے ہوئے ہیں تو کیا اب بھی وہ اپنے مظلوم کشمیری مسلمان بھائیوں کو جنہیں بھارت نے جموں، راجوری، پونچھ، وادی اور دیگر کئی شہروں سے بے وطن کر کے ہجرت پر مجبور کر دیا ہے، یہ حق دینے کو تیار نہیں ہیں کہ وہ دشمن کی اس جارحیت کا جواب دیں؟ حالانکہ بین الاقوامی معاہدے اور قوانین بھی جارحیت کا شکار ہونے والے ایسے تمام لوگوں کو اپنی عزت و آبرو اور مقدس مقامات کے دفاع کا حق دیتے ہیں۔ ہماری اسلامی شریعت بھی مظلوموں کو یہ حق دیتی ہے کہ وہ حملہ آور دشمن کا پیچھا کریں، اگرچہ دشمن حرم کے اندر ہو اور زمانہ اشہر حرم ہی کیوں نہ ہو، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

وَلَا تُقَاتِلُوهُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتَّى يُفَاتِلُوَكُمْ فِيهِ فَإِنْ قَاتَلُواكُمْ فَأَقْتُلُوهُمْ
كَذَلِكَ جَزَاءُ الْكَافِرِينَ (البقرة: ۱۹۱)

”اور ان دشمنوں سے مسجد حرام میں نہ لڑو جب تک وہ تم سے لڑائی نہ کریں، لیکن اگر وہ تم سے وہاں بھی لڑیں تو پھر انہیں قتل کرو۔ کافروں کی یہی سزا ہے۔“

اللہ تعالیٰ نے مسجد حرام کے پاس دشمنوں کے ساتھ لڑنے سے منع کیا ہے، لیکن اس صورت کو مستثنیٰ رکھا ہے جب کفار خود مسجد حرام یا حد و حرم میں لڑائی کا آغاز کر دیں۔ اس وقت ان کی زیادتی و جارحیت کی وجہ سے ان کے ساتھ لڑائی کی جائے گی۔ اس دفاعی جنگ میں اگر کسی مقدس مقام یا زمانہ کی بے حرمتی ہو رہی ہو، تب بھی دفاعی جنگ میں توقف نہیں آنا چاہیے کیونکہ اسلام کے بین الاقوامی قانون کی ایک دفعہ یہ بھی ہے کہ: مقدس مقامات جگہوں اور اوقات کے احترام میں بھی یک گونہ مساوات ملحوظ رکھی جائے گی: والحرمت قصاص۔ (نیز دیکھیے: البقرة: ۲۱۷)

اگرچہ یہ آیت ابتدا میں حضرت عبداللہ بن جحش کے اس فوجی دستے کے بارے میں نازل ہوئی ہے جنہوں نے عمرو بن الحضرمی کے قافلے پر حملہ کر کے ان کا مال و اسباب لوٹ لیا تھا، لیکن اس کا حکم اپنے عموم کے لحاظ سے ہر اس لڑائی کو شامل ہے جو حرام مہینوں میں واقع ہو۔ چنانچہ علامہ عبدالرحمن بن ناصر السعدی نے اپنی مشہور تفسیر ”تیسیر الکریم الرحمن فی تفسیر کلام المنان“ میں اس آیت کے تحت لکھا ہے کہ اشہر حرم کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ ان میں جنگ حرام ہے اور اس سے مراد لڑائی کی ابتدا ہے۔ رہی دفاعی جنگ تو وہ جس طرح بلد حرام اور حرم میں جائز ہے، حرام مہینوں میں بھی جائز ہے۔ (۶)

مزید برآں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

الشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ وَالْحُرُمَاتُ قِصَاصٌ فَمَنْ اعْتَدَى عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوا عَلَيْهِ
بِمِثْلِ مَا اعْتَدَى عَلَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ (البقرة: ۱۹۳)

”محترم مہینہ، محترم مہینے کا بدلہ ہے اور تمام حرمتوں میں باہمی مساوات و قصاص ملحوظ رکھا جائے گا۔ پس جو تم پر زیادتی کرے، تم بھی اس پر اتنی ہی زیادتی کر سکتے ہو جتنی ان نے تم پر کی ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان لو کہ اللہ خدا

ترسوں کے ساتھ ہے۔“

اس آیت مبارکہ میں بین الاقوامی تعلقات کے سلسلے میں ایک اہم اور بنیادی اصول بیان کیا گیا کہ ہر مقدس و محترم چیز، مقامات، اوقات اور حالت احرام، کا احترام کیا جائے گا، خواہ وہ چیز شریعت کی نظر میں محترم ہو یا تمام بنی نوع انسان کی نظر میں از خود احترام حاصل کر چکی ہو یا بین الاقوامی و مقامی انسانی اداروں نے اس کا احترام و تقدس ضروری قرار دیا ہو تو ایسی حرمت بھی واجب التسلیم ہوگی اور جو شخص ایسی کسی حرمت و قانون کی خلاف ورزی کرے گا، اس کا ویسا ہی جواب دیا جاسکتا ہے، چاہے اس میں بظاہر کسی تقدس کی پامالی ہی کیوں نہ ہوتی ہو۔ لہذا جو شخص حرمت والے مہینے میں لڑائی کرے گا، اس سے لڑائی کی جائے گی۔ جو شخص مسجد حرام کی یا کسی دوسری شرعی حرمت کی پامالی کرے گا تو اس سے بدلہ لیا جائے گا اور اس کی حرمت کا لحاظ نہیں کیا جائے گا، خواہ وہ حرم میں جا چھے۔

گزشتہ طور میں ہم نے جو قرآنی آیات اور احادیث ذکر کی ہیں، مجاہدین کشمیر نے اپنی جدوجہد اور جہاد کی بنیاد انہی خطوط پر استوار کی ہے اور وہ اپنے دفاع کا جائز اور مسلمہ حق استعمال کر رہے ہیں۔

کشمیری عوام کا جہاد دفاعی ہے نہ کہ اقدامی

کشمیر کے عوام نے اپنی ریاست کو ہندو کے غاصبانہ قبضہ سے آزاد کرانے کے لیے جو جدوجہد شروع کی ہے، وہ ہر اعتبار سے ایک دفاعی جنگ ہے نہ کہ اقدامی جیسا کہ بھارتی پراپیگنڈا بازوں کا دعویٰ ہے کیونکہ یہ جنگ کشمیری عوام نے نہیں بلکہ خود بھارت نے شروع کی ہے۔ بھارت نے ۱۹۴۸ء میں انگریز سامراج کے ساتھ ساز باز کر کے کشمیر میں اپنی فوج داخل کی تاکہ مسلم اکثریت کی حامل ریاست پر قبضہ کر سکے۔ کشمیری عوام اس ظلم کو برداشت نہ کر سکے۔ وہ قابض فوج کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے اور مقابلہ شروع کر دیا۔ کشمیری مسلمانوں کی یہ جدوجہد ایک معروف تاریخی حقیقت ہے۔ اس جدوجہد میں پاکستان کی حکومت اور عوام نے بھی اپنے کشمیری بھائیوں کا ساتھ دیا جس کے نتیجے میں ریاست کا ایک تہائی حصہ آزاد کرا لیا گیا۔ اب یہ آزاد حصہ دو حصوں پر مشتمل ہے:

(۱) گلگت ملتان : یہ علاقہ چین کی سرحد کے ساتھ ملتا ہے اور انتظامی اعتبار سے ایک باقاعدہ معاہدہ کے تحت پاکستان کے حوالہ کیا گیا تھا جسے اب نیم صوبائی درجہ میں ایک وزیر اعلیٰ اور اسمبلی کا حق بھی دیا گیا ہے۔

(۲) دوسرے حصے کا نام آزاد کشمیر ہے جس میں نیم خود مختار آزاد حکومت قائم ہے۔

جو لوگ اس قسم کے غیر معمولی حالات میں غلامی کی زندگی میں مبتلا ہو جائیں، انہیں تمام بین الاقوامی قوانین اور خدائی قوانین اس بات کی اجازت دیتے ہیں کہ وہ قابض دشمن کا مقابلہ کریں۔ یہ ایک دلچسپ حقیقت ہے کہ اسی جنگ کے بعد دوران بھارت خود اس مسئلے کو اقوام متحدہ میں لے گیا جس نے یہ فیصلہ کیا کہ فوری طور پر جنگ بند کرادی جائے جس کے بعد اقوام متحدہ کی زیر نگرانی کشمیر میں استصواب رائے کرایا جائے گا۔ بھارت، پاکستان اور کشمیری عوام نے اس فیصلے کو تسلیم کر لیا۔ مضمون نگار کا خیال ہے کہ اسی فیصلے کی وجہ سے کشمیری عوام اور بھارتی فوج کے درمیان لڑائی شروع ہوئی، حالانکہ اس جھگڑے کا سبب اقوام متحدہ کی یہ قرارداد نہیں ہے بلکہ یہ قرارداد اس جنگ کو ختم کرانے کے لیے منظور ہوئی جو انڈیا نے کشمیریوں پر مسلط کی تھی۔ بین الاقوامی اداروں نے مداخلت کر کے جنگ تو بند کرادی، لیکن جس قرارداد کی بنیاد پر یہ جنگ بندی عمل میں آئی تھی، وہ آج تک تشہہ تنفیذ ہے۔ بھارت نے اس قرارداد کی من مانی تشریح کی اور اپنے مفاد والے حصہ پر عمل

درآمد کا ایک طرف مطالبہ دوسرے فریقوں سے کرنے لگا، حالانکہ اس فیصلے پر مکمل عمل درآمد خود بھارت کے مفاد میں تھا۔ اس عارضی جنگ بندی کے بعد کشمیری عوام اس انتظار میں رہے کہ یہ بین الاقوامی ادارے جنہوں نے ہم سے ہتھیار رکھوائے ہیں اور استصواب رائے کروانے کا وعدہ کیا ہے، وہ اس مسئلے کو ضرور حل کریں گے، لیکن انہوں نے دیکھا کہ سالہا سال گزر جانے کے باوجود ان اداروں نے اس مسئلے کے حل کے لیے کوئی پیش رفت نہیں کی بلکہ جوں جوں وقت گزرتا جا رہا ہے، یہ ادارے مسئلہ کشمیر سے لاتعلق و کنارہ کش ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ جب نصف صدی کا طویل عرصہ گزرنے کے بعد انہیں یقین ہو گیا کہ یہ ادارے غیر جانبدار نہیں ہیں بلکہ بڑی طاقتوں کے آلہ کار ہیں تو وہ اس مجرمانہ غفلت پر پھر ٹک اٹھے اور اپنی وہی جنگ جو انہوں نے ۱۹۴۸ء میں کچھ وقت کے لیے عارضی طور پر بند کر دی تھی، دوبارہ شروع کر دی، لہذا اس وقت بھارتی فوج کشمیری عوام کے خلاف جو جنگ لڑ رہی ہے، یہ اسی جنگ کا تسلسل ہے جو ۱۹۴۸ء میں بھارت نے خود شروع کی تھی۔

اب صرف یہ جانتا باقی ہے کہ آیا کشمیری عوام کی طرف سے اقوام متحدہ کے فیصلوں کو تسلیم کرنا اور کشمیر کے جہادی و سیاسی قائدین کی طرف سے ان فیصلوں پر عمل درآمد کا مطالبہ کرنا کشمیری عوام کے جہاد پر کسی طور اثر انداز ہوتا ہے یا نہیں؟ آیا وہ اس مطالبہ کے بعد جہاد کے اجر و ثواب کے عند اللہ مستحق رہتے ہیں یا نہیں؟ بعض لوگوں نے اس سلسلے میں بھی ابہام پیدا کرنے کی کوشش کی ہے اور کئی سوالات اٹھائے ہیں۔

اس کا واضح اور دو ٹوک جواب یہ ہے کہ اقوام متحدہ کے فیصلوں اور قراردادوں کو قبول کرنے یا ان پر عمل درآمد کا مطالبہ کرنے سے جہاد پر کوئی اثر نہیں پڑتا کیوں کہ اس قسم کے فیصلے اور قراردادیں تو ان مسلمہ قوانین و معاہدات کا فطری و طبعی نتیجہ ہیں جن پر مسلم امت سمیت پوری دنیا کی اقوام نے دستخط کیے ہیں اور یہ ادارے ان فیصلوں پر عمل درآمد کے لیے ہی قائم کیے گئے ہیں تو پھر اس قسم کے فیصلوں و قراردادوں کا وجود میں آنا ایک فطری معاملہ ہے۔ کشمیری عوام و مجاہدین بھی چونکہ اسی انسانی معاشرے کا حصہ ہیں، لہذا ان کے لیے اس قسم کے فیصلوں کو قبول کر لینے میں کوئی شرعی ممانعت نہیں ہے کیونکہ ان مسلمہ قوانین و معاہدات کی حیثیت عرف عام کی سی ہے اور یہ ایک ایسی چیز ہے جس کا شریعت بھی اعتبار کرتی ہے۔ شریعت جب اس قسم کے معاشرتی معاہدے کرنے کی اجازت دیتی ہے تو ان کی تحفیذ کا مطالبہ کرنا کیسے ناجائز اور غیر شرعی ہو سکتا ہے؟ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ میں اس قسم کے معاہدات کا نمونہ موجود ہے جو صرف جائز و مباح ہی نہیں بلکہ واجب الاتباع بھی ہے۔ مثال کے طور پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اپنے دوھیال کے ساتھ جب حلف اطمینان میں شریک ہوا تو میں ایک نو عمر لڑکا تھا اور مجھے عربوں کا قیمتی اور بہترین مال یعنی سرخ اونٹ بھی دیے جائیں تو مجھے اس معاہدے کو توڑنا پسند نہیں۔ (۷)

حلف الفضول کا مشہور معاہدہ قریش کے مابین ہونے والی مشہور لڑائی حرب بن جبار کے بعد ذیقعدہ کے مہینے میں عمل میں آیا۔ اس وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر بیس سال تھی۔ سب سے پہلے زبیر بن عبدالمطلب نے اس معاہدے کی دعوت دی۔ پھر قبیلہ بنو ہاشم، بنو ہرہ اور بنو تمیم کے لوگ عبداللہ بن جدعان کے گھر میں جمع ہوئے، کھانا تیار کیا گیا جس کے بعد انہوں نے اللہ کے نام پر باہمی معاہدہ کیا کہ ہم ہمیشہ مظلوم کا ساتھ دیں گے اور مکہ میں جس شخص پر بھی ظلم ہوگا، خواہ وہ مکہ کا باشندہ ہو یا پردیسی، ہم اس کا ساتھ دیں گے اور ظالم کے خلاف لڑیں گے یہاں تک کہ ظلم کا خاتمہ ہو جائے اور مظلوم کا حق ادا کر دیا جائے۔ اس معاہدے کا نام حلف الفضول اس وجہ سے ہے کہ قبل ازیں مکہ کی قدیم تاریخ میں بنو جرہم کے زمانہ میں بھی اسی نوعیت کا ایک معاہدہ ہوا تھا جس میں فضل بن حارث، فضل بن وداعہ اور فضل بن فضالہ ایک ہی نام کے تین اشخاص

نے شرکت کی تھی۔ (۸) اس مشابہت کی بنا پر اس معاہدے کو بھی حلف الفضول کہا گیا یعنی فضل نامی اشخاص کے درمیان ہونے والے معاہدے کی طرز پر عہد و پیمان۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ میں عبد اللہ بن جدعان کے گھر میں طے پانے والے معاہدے میں شریک تھا اور آج بھی اگر مجھے ایسے کسی معاہدے کے لیے دعوت دی جائے تو میں تیار ہوں۔ (۹) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین عرب اور اہل کتاب یہود و نصاریٰ کے ساتھ معاہدے کیے اور ان سے تغذیہ کا مطالبہ بھی کیا، مثلاً صلح حدیبیہ کا معاہدہ۔ آپ نے بنو نضیر سے مطالبہ کیا کہ وہ ان دو مقتولوں کی دیت ادا کرنے میں ان کی مدد کریں جنہیں عمرو بن امیہ ضمری نے بڑھو کے شہداء کے انتقام میں قتل کر دیا تھا۔ (۱۰) آپ کی عادت تھی کہ وعدہ ہر حال میں پورا کرتے تھے خواہ وہ اہل ایمان کے ساتھ ہوتا یا کفار کے ساتھ اور اپنے صحابہ کو بھی یہی تعلیم دیتے تھے۔

اس وضاحت کے بعد ہم یہ کہتے ہیں کہ اقوام متحدہ کی قراردادوں کی حیثیت دراصل ایک ایسے ادارے کی طرف سے جاری ہونے والے احکام اور قراردادوں کی سی ہے جس کے بارے میں عالمی معاشرے کے ساتھ ہم نے یہ اتفاق کیا ہے کہ اگر اس ادارے کے فیصلے ہماری شریعت سے متصادم نہیں ہوں گے تو ہم انہیں قبول کریں گے اور مسئلہ کشمیر سے متعلق اقوام متحدہ کی قراردادیں شریعت کے خلاف نہیں ہیں بلکہ اگر انہیں نافذ کر دیا جائے تو وہ شریعت کے حق میں جاتی ہیں، لہذا ان کے نفاذ کا مطالبہ کرنے میں کوئی شرعی ممانعت نہیں اور نہ جہاد کشمیر کی شرعی حیثیت پر اس کا کوئی منفی اثر پڑ سکتا ہے۔

یہ بھی کہا جاتا ہے (اور کہنے والے وہ اہل قلم ہیں جنہیں دین کی سمجھ ہے، نہ خدا اور رسول سے کوئی وفاداری و ممولات ہے اور نہ اہل ایمان سے کوئی محبت) کہ کشمیریوں کی جدوجہد شرعی معیار کا جہاد نہیں ہے اور فی سبیل اللہ بھی نہیں ہے کیونکہ اس میں وہ خلوص نیت مفقود ہے جس کی بنا پر کوئی جنگ جہاد فی سبیل اللہ کہلانے کی مستحق بنتی ہے اور وہ اللہ کی رضا اور خوشنودی ہے اور کشمیری جنگجو اللہ کی رضا کے لیے نہیں لڑ رہے ہیں بلکہ ان کی ساری جدوجہد کا مقصد یا تو مسئلہ کشمیر سے متعلق اقوام متحدہ کی قراردادوں پر عمل درآمد کروانا ہے تاکہ استنصواب رائے عمل میں آسکے یا آزادی کا حصول ہے یا پھر پاکستان کے ساتھ ریاست جموں و کشمیر کا الحاق ہے اور ان میں سے کوئی چیز بھی شرعاً ایسی حیثیت نہیں رکھتی کہ اس کی بنیاد پر کوئی خونریز جنگ چھیڑ دی جائے کہ ایک پوری قوم اس کی بھیجٹ چڑھ کر زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھے۔

اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ مجاہدین کشمیر کا اس جنگ سے مقصود اور نیت اللہ کی رضا اور خوشنودی نہیں ہے، ایسے لوگ دراصل مجاہدین کی نیتوں پر حملہ کر رہے ہیں حالانکہ کسی انسان کی یہ طاقت نہیں ہے کہ وہ کسی کے دل میں چھپی ہوئی نیت اور ارادے کو جان سکے کیونکہ دلوں کے راز غیبی معاملہ ہے اور غیب جاننے والا صرف اللہ ہے۔ یہ ایک ایسی واضح اور بدیہی بات ہے جس کے لیے کسی دلیل و استدلال کی ضرورت نہیں اور اگر کسی کی نیت جانی ہو تو نیت والے کی طرف ہی رجوع کرنا پڑے گا، کیونکہ اس معاملے میں اسی کی بات حرف آخر ہے۔ اور کسی بھی شخص کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ ظاہری حالات سے صرف نظر کرتے ہوئے کسی کا باطن کریدے اور دلوں کے اندر پوشیدہ نیتوں پر حکم لگائے۔

سورہ نساء کی آیت ۹۴ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے مومن بندوں کو حکم دیا ہے کہ جب وہ جہاد کے لیے نکلیں تو ثابت قدمی دکھائیں اور تحقیق کر لیا کریں اور اگر کوئی شخص زبان سے مسلم ہونے کا دعویٰ کرے تو اس کے ظاہری دعوے سے صرف نظر کر کے اس کے باطن کو کریدنے کی کوشش نہ کریں اور یہ نہ کہیں کہ وہ صرف جان بچانے کے لیے کلمہ پڑھ رہا ہے اور اس کے دل میں اخلاص نہیں ہے، کیونکہ یہ حق انہیں حاصل نہیں ہے۔ ایک ایسے شخص کے لیے جو خدا کی راہ میں دشمنان اسلام سے لڑنے کے لیے جا رہا ہے اور قدم قدم پر اسے دشمن کی چالوں اور کاروائیوں سے واسطہ پڑ سکتا ہے، اللہ تعالیٰ کا یہ حکم ہے کہ اگر کوئی

شخص اس کے سامنے اپنے مسلم ہونے کا دعویٰ یا اقرار کرے تو وہ اس کے معاملہ میں غور و فکر، احتیاط اور تحقیق سے کام لے، جھٹ سے اسے جھٹلانے کی کوشش نہ کرے، حالانکہ اس قسم کے حالات میں اس بات کا قوی امکان ہے کہ وہ شخص فی الواقع جان بچانے کے لیے ہی کلمہ اسلام کا سہارا لے رہا ہو، لیکن پھر بھی یہ حکم ہے کہ غور و فکر اور احتیاط سے کام لو اور تحقیق کرو۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ قرآن کریم کا منشا یہ ہے کہ جہاں کہیں بھی شک والا معاملہ ہو، وہاں جلدی میں کوئی حکم لگانے سے پہلے تحقیق اور غور و فکر انتہائی ضروری ہے۔

حضرت خالد بن ولید نے ایسے ہی ایک شخص کے قتل کی اجازت مانگی تو آپ نے فرمایا: مجھے یہ حکم نہیں دیا گیا کہ میں لوگوں کے دل چیروں اور ان کے پیٹ پھاڑ کر دیکھوں۔ (۱۱) ایک لڑائی میں حضرت اسامہ بن زید نے ایک ایسے شخص کو قتل کر دیا جس نے کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ پڑھ کر دعوائے ایمان کر دیا تھا۔ جب یہ بات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علم میں آئی تو آپ نے حضرت اسامہ سے فرمایا: کیا تو نے اسے لا الہ الا اللہ کہنے کے باوجود قتل کر دیا؟ اسامہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اس نے تلوار کے خوف سے کلمہ پڑھا تھا۔ آپ نے فرمایا: تو تم نے اس کا دل کیوں نہ چیر کر دیکھ لیا کہ تمہیں پتہ چل جاتا کہ اس نے اخلاص سے کلمہ پڑھا ہے یا نہیں؟ حضرت اسامہ کہتے ہیں کہ آپ یہ جملہ بار بار دہراتے رہے، حتیٰ کہ میرے جی میں آیا کہ کاش میں نے آج ہی اسلام قبول کیا ہوتا۔ (۱۲)

امام نووی کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد (افلا شققت قلبہ) میں فقہ اور علم الاصول کے اس مشہور قاعدے کی دلیل ہے کہ فیصلہ ظاہر کے مطابق کیا جاتا ہے اور باطن کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے۔ (۱۳) مشہور محدث اور صحیح بخاری شارح امام ابن حجر عسقلانی نقل کرتے ہیں: تمام علما کا اس پر اجماع ہے کہ اس دنیا میں تمام فیصلے ظاہر کی بنا پر ہوتے ہیں اور دلوں کے حالات اللہ کے سپرد کیے جاتے ہیں۔ (۱۴)

ہر مسلمان اس بات کا پابند ہے کہ وہ ہمیشہ ظاہر کے مطابق فیصلہ کرے گا اور اس اصول سے تجاوز نہیں کرے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اس قاعدے سے کسی کو حتیٰ کہ اپنے نبی کو بھی مستثنیٰ نہیں کیا اور پوری امت کا اس اصول پر اتفاق و اجماع ہے تو پھر محمد انیس صاحب! آپ کو یہ حوصلہ کیسے ہوا کہ آپ کشمیری مجاہدین کی نیتوں پر حکم لگائیں یا تبصرہ کریں؟ حالانکہ وہ واضح طور پر کہہ بھی رہے ہیں کہ ہم صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ہندوؤں کے خلاف جہاد کر رہے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ آپ اپنی حدود سے تجاوز کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ میرا مشورہ ہے کہ آپ اللہ سے توبہ کریں اور اس گناہ کی معافی مانگیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اور آپ جیسے دیگر افراد کو بھی ہدایت دے۔ آمین

اسلامی ممالک کی آزادی کے لیے کوشش جہاد میں داخل ہے

ان لوگوں کا یہ کہنا کہ اگر کوئی مسلمان اپنے مقبوضہ وطن کو آزاد کرانے کے لیے یا کسی اسلامی ملک کے ساتھ اس کا الحاق کرنے کے لیے جنگ کرے تو وہ جہاد فی سبیل اللہ نہیں ہے اور یہ چیز جہاد کی متفق علیہ تعریف میں نہیں آتی، قطعاً غلط اور دین و شریعت سے ناواقفیت کی دلیل ہے۔ اگر ان لوگوں کو اس قسم کے مسائل کا علم نہیں تو انہیں چاہیے کہ علما اور ماہرین شریعت سے پوچھیں جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: **إِنَّمَا بِنَفْسِ الْعِجَّةِ السُّؤَالُ (۱۵)**۔ ہمارے اور جہاد کشمیر کے مسلمان مخالفین یا مترددین کے درمیان اس اختلاف رائے میں قرآن و حدیث کی شرعی نصوص بہترین حکم ہیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

أَلَمْ تَرَ إِلَى الْمَلَإِ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ مِنْ بَعْدِ مُوسَى إِذْ قَالُوا لِنَبِيِّ لَنَا مَلِكًا
نُقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ قَالَ هَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ أَلَّا تُقَاتِلُوا قَالُوا وَمَا لَنَا
أَلَّا نُقَاتِلَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَقَدْ أُخْرِجْنَا مِنْ دِيَارِنَا وَأَبْنَاءِنَا فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ
تَوَلَّوْا إِلَّا قَلِيلًا مِّنْهُمْ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِالظَّالِمِينَ. (البقرة: ۲۴۶)

”کیا تم نے بنی اسرائیل کے ان سرداروں کو نہیں دیکھا جو موسیٰ کے بعد ہوئے تھے، جب انہوں نے اپنے نبی سے
کہا کہ آپ ہمارا کوئی بادشاہ مقرر کر دیں تاکہ ہم اللہ کی راہ میں جنگ کریں۔ پیغمبر نے کہا: کہیں ایسا تو نہیں ہوگا
کہ اگر تم پر لڑائی فرض کر دی جائے تو تم نہ لڑو؟ انہوں نے کہا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ہم اللہ کی راہ میں جنگ نہ
کریں حالانکہ ہمیں اپنے گھروں اور بال بچوں سے نکال دیا گیا ہے۔ لیکن جب ان پر جنگ فرض کی گئی تو سوائے
چند ایک کے سب پھر گئے اور اللہ ظالموں کو جانتا ہے۔“
اس آیت مبارکہ سے درج ذیل باتیں معلوم ہوتی ہیں:

مظلوم کا ظالم سے نبرد آزما ہونا ایک فطری امر ہے، خصوصاً جبکہ مظلوم کو اپنے اہل و عیال اور وطن سے نکلنے پر مجبور کر دیا
گیا ہو۔ اور کسی کے اہل و عیال پر زیادتی کرنا، مال و اسباب لوٹ لینا، علاقوں پر قبضہ کرنا صریح ظلم ہے جو مظلوم کو غیظ و
غضب میں مبتلا کر کے انتقام پر ابھارتا ہے۔ اسی بنا پر سرداران بنی اسرائیل نے وقت کے نبی کو تعجب کے اسلوب میں جواب
دیا کہ ہم آخر کیوں نہ لڑیں گے جبکہ قتال کے تمام اسباب و جوہات موجود ہیں۔

قابض دشمن سے مقابلہ کرنا اور اسے اپنی سرزمین سے بے دخل کرنا انبیاء اور صالحین کی سنت ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس واقعے میں اہل ایمان کی گفتگو ذکر کر کے پیغمبر وقت کی خاموشی اور عدم انکار بیان کیا ہے اور اصول
فقہ کی روشنی میں اس طرح کی گفتگو ہمارے لیے شرعی قانون کا درجہ رکھتی ہے۔ شریعت اسلامیہ میں بھی ایسی بہت سی نصوص
ہیں جو اس چیز کی تائید و توثیق کرتی ہیں، مثلاً قرآن کریم کی یہ آیت:

وَأَقْتُلُوهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ وَأَخْرِجُوهُمْ مِّنْ حَيْثُ أَخْرَجُواكُمْ وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ
الْقَتْلِ وَلَا تُقَاتِلُواهُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتَّى يُقَاتِلُواكُمْ فِيهِ فَإِن قَاتَلُواكُمْ فَاغْتُلُوهُمْ
كَذَلِكَ جَزَاءُ الْكَافِرِينَ (البقرة: ۱۹۱)

”تم انہیں جہاں بھی پاؤ، قتل کرو اور جہاں سے انہوں نے تمہیں نکالا ہے، تم بھی انہیں وہاں سے نکالو اور دین سے ہٹانا
قتل سے زیادہ سخت گناہ ہے اور جب تک وہ تم سے نہ لڑیں، تم بھی مسجد حرام میں ان سے نہ لڑو، لیکن اگر وہ وہاں بھی تم
سے لڑیں تو پھر انہیں قتل کرو۔ کافروں کی یہی سزا ہے۔“

اس آیت میں اپنے سب ایمان والے بندوں کو، خواہ اپنے گھروں میں بس رہے ہوں یا انہیں گھروں سے بے گھر کیا
گیا ہو، حکم دیا گیا ہے کہ وہ بہر حال ان شہروں سے کفار کو نکالنے کے لیے اٹھیں جن پر انہوں نے مسلمان باشندوں کو نکال کر
قبضہ کر لیا ہے، کیونکہ ان علاقوں، شہروں اور وہاں پر موجود مسلمانوں کے تمام مال و متاع کی خدا کی نظر میں وہی حرمت اور
تعظیم ہے جو خود ایک مسلمان کی ہوتی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کے مقبوضہ علاقوں کو کفار کے تسلط سے آزاد کرانا
ایک شرعی حکم ہے جسے بجالانا واجب ہے اور ظاہر ہے جو لڑائی بھی شرعی احکام کے تحت ہو، وہ جہاد فی سبیل اللہ ہے۔

کیا کسی پڑوسی اسلامی ملک کے ساتھ الحاق چاہنے سے جہاد باطل ہو جاتا ہے؟

امت مسلمہ کے لیے رہنما اور اسوہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے۔ آپ امت کو اس حال میں چھوڑ کر گئے تھے کہ اس کے پاس ایک متحد اور مضبوط حکومت تھی اور ایک خلیفہ اور امیر المؤمنین اس کی رہنمائی کر رہا تھا۔ اب اگر ہم اس بلند درجے تک نہیں پہنچ سکتے تو کم از کم اتنا تو کریں کہ جس حد تک ممکن ہو، امت کو ایک پرچم تلے جمع کر کے متحدہ امت بنانے کی کوشش کریں۔ کشمیری ایک مسلم قوم ہیں اور دین اسلام کو دل کی گہرائیوں سے پسند کرتے ہیں۔ یہ فطری بات ہے کہ جس چیز کا انسان کی محبوب ہستی سے تعلق ہو، انسان اس چیز سے بھی محبت کرتا ہے۔ پاکستان چونکہ ایک اسلامی جمہوریہ ہے اور اسلام کے نام پر قائم ہوا ہے، لہذا کشمیری مسلمان اس دینی رشتے کی بنا پر یہ چاہتے ہیں کہ وہ ہمیشہ کے لیے اسلامی پاکستان سے منسلک ہو جائیں۔ سورہ آل عمران کی آیت ۱۰۳ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے مومن بندوں کو حکم دیا ہے کہ اللہ کی رسی یعنی اس کے دین اور اس کی کتاب کو مضبوطی سے پکڑ لیں اور تفرقے میں نہ پڑیں، لہذا ہر مسلمان فرد اور قوم پر شرعاً یہ لازم ہے کہ جہاں تک ممکن ہو، آپس میں جڑنے اور متحد ہونے کی کوشش کرے اور افتراق و انتشار سے بچنے کی کوشش کرے۔ کشمیری عوام کے پاکستان کے ساتھ بہت سے خوبی رشتے بھی ہیں۔ مزید برآں ان کے تمام تجارتی راستے پاکستان سے ہو کر گزرتے ہیں، لہذا اگر یہ آر پار کے مسلمان بھائی آپس میں مل جائیں اور اس طرح ایک مضبوط اور متحد ملک بن جائیں تو اس میں کیا حرج ہے۔ ہمارا دین بھی اس کی اجازت دیتا ہے، پوری عالمی انسانی برادری بھی کشمیریوں کے اس حق کی تائید کر رہی ہے تو جب اس جہاد کی اس قدر شرعی اور بین الاقوامی تائید و حمایت موجود ہے تو پھر آخر اسے غیر شرعی قرار دینے کی کیا وجہ ہے؟

مسلمانوں کا آزاد و خود مختار ہونا شرعاً ضروری ہے تاکہ شریعت اسلامیہ کا نفاذ ہو۔ یہ دعویٰ کہ آزادی کے لیے جدوجہد ”جہاد فی سبیل اللہ“ نہیں ہے، احکام شریعت سے ناواقفیت کی دلیل ہے۔ ہر انسان ماں کے پیٹ سے آزاد پیدا ہوتا ہے اور اسے غلام بنانا خلاف اصول ہے اور ایک مومن اللہ کے سوا کسی کا بندہ اور غلام نہیں ہوتا اور اللہ اور اس کے رسول کے بعد اگر وہ کسی کی اطاعت کرتا ہے تو وہ ان دونوں کی اطاعت کے دائرے میں رہ کر کرتا ہے۔ شریعت سے ہٹ کر کسی کی اطاعت جائز نہیں ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمانوں پر سننا اور ماننا لازم ہے ہر پسند و ناپسند میں جب تک اسے گناہ کا حکم نہ دیا جائے، اگر اسے گناہ کا حکم دیا جائے تو پھر اس پر سننا لازم ہے نہ ماننا۔ (۱۶) لہذا اگر کوئی مسلمان فرد یا گروہ اپنی مرضی کے خلاف محض مجبوری اور بے بسی کی وجہ سے کفار کی غلامی میں پھنس جائے تو شرعاً اس کی ذمہ داری ہے کہ وہ خود کو اس غلامی سے آزاد کروانے کے لیے پوری کوشش کرے اور امت پر بھی اس کی مدد و اعانت واجب ہے، اگرچہ اس کے لیے جنگ ہی کیوں نہ کرنی پڑے کیونکہ آزادی ہر انسان کا فطری حق اور تقاضا ہے۔ مسلمان کے معاملے میں یہ اور بھی ضروری ہے کیونکہ مسلمان کے لیے آزادی ایک فطری تقاضے سے بڑھ کر شرعی مقاصد کے حصول کا ذریعہ اور سبب بھی ہے اور یہ مقصد مسلمانوں کا نفاذ شریعت کے مواقع حاصل کرنا ہے۔ جب مسلمان کسی ملک میں آزاد ہوں گے تو وہ آزادی کے ثمرات و برکات کا فائدہ اٹھاتے ہوئے شریعت کا نفاذ کر سکیں گے اور اہل علم جانتے ہیں کہ یہ ایک معروف اصول ہے کہ: لِّلْوَسَائِلِ حُكْمُ الْمَقْاصِدِ وَالْغَايَاتِ (۱۷) ”وسائل و ذرائع کا حکم وحیثیت اصل مقاصد کی ہوتی ہے“ اور: مَا لَا يَتِمُّ الْوَاجِبُ إِلَّا بِهٖ فَهٖوَ وَاجِبٌ (۱۸) ”جس چیز پر واجب کا دار و مدار ہو، وہ بھی واجب ہوتی ہے“، لہذا آزادی کی خاطر جدوجہد کرنا واجب شرعی ہے اور کشمیر کا جہاد اسی قبیل سے ہے۔

مظلوم کو نیچے استبداد سے چھڑانا واجب ہے

ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ شریعت اسلامیہ نے مظلوم مسلمانوں پر اپنی حرمیتوں کا دفاع کرنا واجب قرار دیا ہے۔ یہاں یہ بتانا چاہتے ہیں کہ جب مظلوم مسلمان کسی بھی وجہ سے اپنا دفاع نہ کر سکتے ہوں تو سب مسلمانوں کا شرعی فرض یہ ہے کہ ان کی مدد اور اعانت کریں اور انہیں نیچے استبداد سے چھڑانے کی فکر کریں۔

سورہ نساء کی آیات ۷۴، ۷۵ میں اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو حکم دیا ہے اور انہیں اس بات پر ابھارا ہے کہ وہ اللہ کی راہ میں جنگ کریں اور اس امر پر سخت ناراضگی کا اظہار کیا ہے کہ جب حالات جنگ کا تقاضا کر رہے ہوں تو مسلمان اللہ کی راہ میں لڑنے سے کیوں پہلو تہی کر رہے ہیں اور جہاد فی سبیل اللہ سے کیوں کٹی کتر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جنگ کے اسباب میں اس چیز کا ذکر کیا ہے کہ کفار نے مسلمان مردوں، عورتوں اور بچوں کو کمزور اور بے بس سمجھ کر دبا لیا ہے اور ان پر مظالم ڈھا رہے ہیں اور وہ پکار پکار کر اللہ سے دعائیں کر رہے ہیں کہ مولائے کریم! ہمیں ان ظالم انسانوں کی ہستی سے نکال جو تیرے ساتھ کفر و شرک کا رویہ اختیار کیے ہوئے ہیں اور اہل ایمان کو طرح طرح کی ایذائیں پہنچا رہے ہیں اور انہیں قانون الہی کے نفاذ اور دعوت الی اللہ سے روک رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں حضرت موسیٰ کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ ایک دن حضرت موسیٰ چپکے سے شہر میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ دو آدمی لڑ رہے ہیں۔ ایک ان کی جماعت کا اور ایک ان کی دشمن کی جماعت کا تھا۔ جو آدمی حضرت موسیٰ کی جماعت سے تھا، اس نے اپنے دشمن کے خلاف حضرت موسیٰ کو مدد کے لیے پکارا۔ حضرت موسیٰ نے آ کر مخالف کو گھونسا دے مارا اور اس کا کام تمام کر دیا۔ پھر سوچا کہ یہ تو شیطانی کام ہے اور شیطان تو ہے ہی انسان کا دشمن اور گمراہ کرنے والا۔ اگلے دن پھر یہی واقعہ ہوا اور اسی شخص نے جس نے گزشتہ روز موسیٰ علیہ السلام کو مدد کے لیے پکارا تھا، دوبارہ انہیں آواز دی۔ جب موسیٰ نے اس شخص پر جوان کا دشمن تھا، ہاتھ ڈالنے کا ارادہ کیا تو اسرائیلی کہنے لگا، اے موسیٰ، کیا تم مجھے بھی اسی طرح مار ڈالنا چاہتے ہو جس طرح کل تم نے ایک آدمی کو مار ڈالا تھا؟ لگتا ہے کہ تم دنیا میں ظالم بننا چاہتے ہو اور تمہارا اصلاح کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔ (۱۹)

ان دو آدمیوں سے ایک چیز یہ معلوم ہوتی ہے کہ ظالم کے مقابلے میں مظلوم کی مدد کرنا اور اسے ظالم کے ظلم و ستم سے نجات دلانا انبیاء علیہم السلام اور رسولوں کی سنت ہے اور دوسری چیز یہ واضح ہوتی ہے کہ جو قومیں غلامی کی زندگی بسر کرتی ہیں اور ایک مدت تک طرح طرح کے مظالم اور بے انصافیوں کا شکار رہتی ہیں، ان کے اندر خوف کی نفسیات پیدا ہو جاتی ہیں اور ظلم اور ظالم ان کے ذہنوں پر اس طرح مسلط ہو جاتے ہیں کہ اگر کوئی شخص نیکی اور خیر خواہی کے ارادے سے بھی ان کی طرف بڑھتا ہے تو وہ خوف زدہ ہو جاتے ہیں اور آسانی سے اس پر اعتماد کرنے کے لیے آمادہ نہیں ہوتے۔

ان آیات کی مزید وضاحت احادیث سے ہوتی ہے:

حضرت انس ابن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے بھائی کی مدد کرو، خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم۔ ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ! اگر میرا بھائی مظلوم ہو پھر تو میں اس کی مدد کروں گا، لیکن اگر وہ ظالم ہو تو پھر اس کی مدد کیسے کروں؟ آپ نے فرمایا: اگر تم اسے ظلم سے روک دو تو یہ تمہاری طرف سے اس کی مدد ہے۔ (۲۰) ایک روایت میں یہ الفاظ آئے ہیں کہ تم اس کا ہاتھ پکڑ لو۔ مراد یہ ہے کہ اگر وہ زبانی طور پر سمجھانے سے باز نہ آئے تو اسے زبردستی روک

دو۔ اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: اگر وہ ظالم ہو تو اسے ظلم سے منع کرو۔ یہ اس کی مدد ہے۔ (۲۱) حضرت عائشہ کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ اگر وہ مظلوم ہو تو اس کا حق دلو اور اگر وہ ظالم ہو تو خود اس کے نفس سے اس کا حق لو۔ (۲۲)

یعنی ظالم بھی درحقیقت مظلوم ہی ہے اور وہ دوسروں پر ظلم کر کے خود اپنے اوپر ظلم کرتا ہے اور حدیث کا منشا یہ ہے کہ جس طرح بھی ممکن ہو، ظالم کو ظلم سے باز رکھنا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم ہر حال میں مسلمانوں کی مدد کریں۔ اگر وہ مظلوم ہوں تو ظالم سے ان کا حق دلا کر اور اگر وہ ظالم ہوں تو انہیں ظلم سے باز رکھ کر۔ جب ایک ظالم مسلمان کے مقابلے میں مظلوم کی مدد کرنے کا حکم ہے تو غیر مسلم ظالم کے مقابلے میں تو ہم بطریق اولیٰ اس کے پابند ہیں۔

ان تمام آیات و احادیث سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ اہل ایمان پر اپنے مظلوم اور بے بس بھائیوں کی مدد کرنا واجب ہے، خواہ وہ کوئی بھی ہوں اور کہیں بھی ہوں، رشتے داروں اور پڑوسیوں پر سب پہلے اور پھر درجہ بدرجہ سب مسلمانوں پر۔ پاک و ہند کے مسلمانوں کی کشمیر کے مظلوم مسلمانوں کی نسبت اس وقت یہی پوزیشن ہے۔ وہ دینی رشتوں کے ساتھ خوبی رشتوں میں بھی بندھے ہوئے ہیں۔ اب میں ان معترضین سے پوچھتا ہوں کہ کیا آپ نے یہ فریضہ ادا کر دیا ہے یا آپ صرف ان لوگوں کو ادائے فرض سے روکنے کے درپے ہیں جو اپنے طور پر اس فرض کو ادا کرنا چاہتے ہیں؟

قرآن و حدیث کی ان شرعی نصوص کے بعد جن کے ذریعے ہم نے ثابت کر دیا کہ کشمیر میں خالص شرعی جہاد ہو رہا ہے، ہم یہ ضرورت نہیں محسوس کرتے کہ ان نام نہاد معترضین کے ان مزعومات کا رد کیا جائے کہ آزادی یا الحاق پاکستان یا اقوام متحدہ کی قراردادوں کے مطابق استنصواب رائے کروانے کا مطالبہ کرنا سیاسی مقاصد ہیں نہ کہ دینی۔ ہم قرآن و حدیث کی روشنی میں یہ ثابت کر چکے ہیں کہ یہ سب شرعی اور دینی مقاصد ہیں۔ آپ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مصر سے ہجرت کو بطور مثال ذکر کر کے اپنے باطل اور اسلام و مسلم دشمن مشورہ کو دلیل فراہم کرنے کی کوشش کی ہے، لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قصہ آپ موقف کی تائید نہیں بلکہ تردید کر رہا ہے اور اس قصے سے تو کشمیری عوام، مجاہدین اور ان کے سیاسی راہنماؤں کے لیے ایک بہترین رہنمائی مل رہی ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرعون سے کہا تھا کہ تمہارا مجھ پر یہی احسان ہے کہ تم نے (میری قوم) بنی اسرائیل کو غلام بنا لیا؟ (۲۳) گویا آپ نے اس کے اس فعل کی مذمت کی اور پھر اس سے یہ مطالبہ کیا کہ دیکھو میں تمہارے رب کی طرف سے ایک واضح دلیل لایا ہوں، لہذا تم بنی اسرائیل کو میرے ساتھ بھیج دو۔ (۲۴) قرآن کریم سے بھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ صرف حضرت موسیٰ کا نہیں بلکہ حضرت ہارون کا مطالبہ بھی یہی تھا۔ (۲۵)

ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ بندگان خدا کو انسانوں بالخصوص اللہ کے باغی انسانوں کی غلامی سے چھڑانا وہ فریضہ ہے جس کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبروں کو بھیجا، لہذا یہ نبیوں کی سنت ہے۔ ہجرت ہے کہ جہاد کشمیر کے مخالفین کی نظر میں یہ ایک سیاسی مقصد ہے! لگتا ہے کہ ایسے لوگوں کا اصل مقصد دین کو سیاست سے جدا کرنا ہے جیسا کہ لادین اور سیکولر ذہن رکھنے والوں کا طریقہ ہے۔ ہم تو یہی دعا کر سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان مخالفین کو اور ان جیسے باقی لوگوں کو اس فکری بیماری سے نجات دے جس نے امت کو کمزور سے کمزور کر دیا اور سامراج اور غلامی کے مقابلے کے قابل نہیں چھوڑا۔

حوالہ جات

- (۱) سنن نسائی، کتاب تحریم الدم، باب من قاتل دون مالہ، ۴۰۹۴۔ سنن ابوداؤد، کتاب السنۃ، باب قتال اللصوص، ۴۷۷۲۔
- (۲) صحیح بخاری، کتاب المظالم والغصب، باب من قاتل دون مالہ، ۲۴۸۔

- (۳) صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الدلیل علی ان من قصدا خذ مال غیرہ کان مہدر الدم، ۲۰۲۔
- (۴) صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الدلیل علی ان من قصدا خذ مال غیرہ کان مہدر الدم، ۲۰۱۔
- (۵) الصارم المسلول، ۲/۲۰۴-۲۰۷۔
- (۶) تیسیر الکریم الرحمن فی تفسیر کلام المنان، ص ۹۷۔ المؤلف: عبدالرحمن بن ناصر السعدی (المتوفی: ۶/۱۳۷۷ھ)۔ المحقق: عبدالرحمن بن معلا اللواتی، موسسة الرسالة، بیروت، الطبعة الاولى، ۱۴۳۰ھ/۲۰۰۹ء۔
- (۷) مسند احمد/مسند عبدالرحمن بن عوف الزہری: ۱۶۵۸، ۱۶۷۹۔ امام مقدسی نے انھی کے حوالے سے اس حدیث کو الاحادیث المختارة ۱۱۶/۳ میں نقل کر کے صحیح قرار دیا ہے۔ نیز ملاحظہ ہو: الطبقات الکبریٰ لابن سعد، نبی اکرم کی حلف الفضول میں شمولیت، ۱۴۸/۱، ۱۴۹۔ سیرت ابن ہشام ۱/۲۶۵۔
- (۸) سیرت ابن ہشام ۱/۲۶۵۔
- (۹) سنن البیہقی الکبریٰ، ۳۶۷/۶، حدیث: ۱۲۸۵۹۔
- (۱۰) کتب سیرت، قصہ صلح حدیبیہ۔ صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب حدیث بنی نضیر۔
- (۱۱) صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب بعث علی بن ابی طالب وخالد بن الولید الی الیمن، ۴۰۰۴۔ صحیح مسلم، الزکاة، باب ذکر الخوارج، ۶۳/۱۷۔
- (۱۲) صحیح مسلم، الایمان، باب تحريم قتل الكافر بعد ان قال لا اله الا الله: ۱۳۰۔
- (۱۳) شرح النووی علی صحیح مسلم ۱/۱۰۷۔
- (۱۴) فتح الباری ۱۲/۲۷۳۔
- (۱۵) یہ حضرت جابر کی طویل حدیث کا حصہ ہے جس کو ایک قصہ کے ساتھ امام ابوداؤد نے السنن، الطہارۃ، باب الحجر و حج یتیم: ۳۳۶ میں نقل کیا ہے۔
- (۱۶) سنن الترمذی، الجہاد، باب ماجاء لاطاعة لخلق فی معصية الخالق، ۱۷۰۷۔ امام ترمذی نے اس کو حدیث حسن قرار دیا ہے۔
- (۱۷) ملاحظہ ہو: قواعد الاحکام فی مصالح الانام، ۱/۱۰۳، ۱۰۶، ۱۰۹۔
- (۱۸) تہذیب الفروق ۳/۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱